

خطبات۔

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acad vol 74

Track 1

Time 18:42

فیض سے کیا مراد ہے؟ اس کی تشریح کریں

بھئی کچھ اور سے کیا مراد ہے؟ رو حانیت ایک علم ہے تو کوئی بھی استاد اپنے شاگرد کو کیا منتقل کرتا ہے علم یا کچھ اور علم ہے منتقل کرتا ہے اب جس طرح دنیا کا استاد اپنے شاگردوں کو علوم ہے منتقل کرتا ہے اسی طرح رو حانی استاد اس کا نام پیرو مرشد رکھ لو اس کا نام پیر صاحب رکھ لو اس کا نام رو حانی استاد رکھ لو اس کا نامرا نی باغ رکھ لو کچھ بھی رکھ لو بر حال و استاد تو ہے تو جس طرح دنیا وی علوم استاد منتقل کر دیتا ہے اپنے شاگرد کو اس طرح رو حانی استاد رو حانی علوم منتقل کر دیتا ہے رو حانیت سے مراد ہے علوم فرق صرف اتنا ہے کہ دنیا وی علوم میں استاد کی طرز فکر جو ہے اس سے آدمی متاثر ہوتا ہے کہ اس کا فی حد تک اپنے استاد کی جو طرز فکر ہے اس کو قبول کر کے اس سے متاثر ہو کر اس کے ساتھ چلتا ہے لیکن جب رو حانی شاگرد اور رو حانی استاد کا تذکرہ آتا ہے اور کوئی رو حانی استاد رو حانی علوم منتقل کرتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ جو استاد کی طرز فکر ہے وہ بھی منتقل ہو جاتا ہے مثلاً ایک رو حانی آدمی کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کا تواقیہ اللہ کے اوپر ہو نا چاہئے اس کے اندر استغناء ہو نا چاہئے کچھ بھی حالات ہوں جب اچھے حالات ہوتے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور جب وہ خراب حالات سے گزرتا ہے تب بھی وہ اللہ سے رجوع کرتا ہے اللہ سے معافی مانگتا ہے تو یہ استغفار کرتا ہے اور یہ بھی سوچتا ہے اس میں کوئی اللہ کی بے تری ہو گی اب جو پریشانی میں اللہ نے دی دی لیکن ہم کمزور ہیں ضعیف ہیں ان پریشانیوں کا نہیں کر سکتے آپ آپ لئے آسان کر دیں اچھا ئی کا راستہ کھول دیں مقصد یہ ہے کہ روحانی جو ہے ایک طرز فکر ہے روحانی علوم جو ہیں ان کا تعلق ایک طرز فکر سے ہے اور وہ طرز فکر یہ ہے کہ رو حانی آدمی کا ذہن ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے تمام پیغمبروں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بتائے جاتے ہیں تشریف لائے دنیا میں تو تمام پیغمبروں کی تعلیمات پر اگر آپ غور کریں تو چار کتابیں آپ کے سامنے آئی ہیں اور سب سے بڑی کتاب قرآن ہے اور قرآن میں ساری کتابوں کو نیچوڑ آگیا ہے سارے پیغمبروں کی تعلیمات آگئی ہیں اور قرآن کو جب ہم غور سے پڑھتے ہیں تو اس میں ایک بات ملتی ہے کہ بندہ کا اللہ کے ساتھ رشتہ اس طرح استوار ہو جائے کہ بندہ اپنے ہر عمل کو اللہ کی طرف چھوڑ دے کہ جو بھی وہ کرے وہ کرتا رہے اللہ

کہ لئاً مثلاً اگر وہ کھا نا کھا نا اور کھا نا کھا نا کہ بعد اگر وہ اللہ کا شکر ادا کر کہ اللہ نہ مجھ وسائل فرا ہم کئاً ہم اچھا دیا ایسا نہیں ہوا کہ کھا نا کھا کر الٹی نہ کر دوں ایسا نہیں ہوا کہ مجھ دس آجائیں کھا نا میں نہ کھایا پیٹ میں وہ رہا ہاضم ہوا اس کہ بعد خون بنا خون سے انرجی جسم میں دوڑی اور اگر یہ ساری چیزوں میں اگر وہ غور کر کھانا اگر اندر کی مشین بند ہو جائے میرا اندر کی آنتیں کھا نا ظاہر ہو ہضم نہیں ہوگا تو اس کا یہ طرز فکر اور جو کچھ اس مل رہا ہے وہ بھی اللہ کی طرف سے مل رہا ہے سورہ البقرہ کی پہلی آیت ہے ومما رزق... کہ متقی لوگوں کی یہ پہچان ہے ایسے لوگوں کی جو متقی ہیں جن کا ایمان مکمل ہے اور جن کا ایمان شعور کے درجہ میں ہے وہ یہ کہتے ہیں جو کچھ ہمیں مل رہا ہے اللہ کی طرف سے مل رہا ہے اور اللہ زمین نہ پیدا کرے، اللہ اگر بارش نہ برسائے، اللہ اگر دھوپ نہ نکالے، اللہ اگر چاندنی نہ نکالے اللہ زمین میں پانی پیدا نہ کرے، کیا چیز زمین آگ سکتی میں کوئی چیز زمین میں آگ سکتی ہے آپ زمین نہیں بنا سکتے، آپ پانی نہیں بنا سکتے، آپ ہوا نہیں بنا سکتے، آپ دھوپ نہیں بنا سکتے، آپ چاندنی نہیں بنا سکتے، آپ بیج بھی نہیں بنا سکتے اگر گہیوں کا بیج زمین سے نا پیدا ہو جائے اب کوئی ایسی سائنس نہیں ہے جو بیج بنا دے گی؟ یہ تو ہو سکتا ہے ایک بیج سے اگر قدرتی طور پر سو دا نہ نکل رہے ہیتو آپ اپنے دماغ سے ان سو دا انوں کو دو سو دا نہ کر دیں لیکن ان دو سو دا نوں میں بھی جو بھی چیز آپ استعمال کریں گے وہ بر حال قدرت کی پیدا ہو گی وہ کوئی کیمکلاستعمال کرتے ہیں فٹلنز استعمال کرتے ہیں اب جیسے کھا دے اب قدرت وہ چیزیں زمین میں پیدا نہ کرے اس سے فٹلنز بنتا ہے تو آپ کیسے بنا لوں گے کوئی بھی مثلاً پیدا ہی نہیں ہو سکتا آپاگر اللہ نہ چاہے کون آدمی ایسا ہے جو یہ کہے میں تو اپنی مرضی سے پیدا ہوا ہوں اچھا اللہ تعالیٰ پاگل پیدا کر دے کون سا ایسا علاج ہے پاگل کا صحیح علاج ہو سکتا ہے ہوا ہی نہیں جو بچہ پاگل ہو گیا پاگل پن کا کوئی علاج ہی نہیں ہے نئی نئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مثلاً کینسر ہے کینسر کا کوئی علاج ہی دریافت نہیں ہوا تھ بڑے بڑے سائنسٹس ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں ہم چاند پر چلے گئے خلاء سیر ہم نہ کرلی اور یہ ہو گیا وہ ہو گیا وہ ہو گیا ان کے سارے بڑے مر گئے وہ اپنی سائنسی ایجا دات سے موت کے ہاتھ میں پنجا نہیں ڈال سکتے موت کو نہیں بھاگا سکتے تو جب ہم غور کرتے ہیں اپنی زندگی پر تو زمین کی زندگی پر آئندہ مستقبل پر ماضی کے اوپر تو اس کے سوا ہمیں کچھ نظر نہیں آتا جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے اور اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے اللہ ہی کرتا ہے اب مثلاً بچہ پیدا ہو رہا ہے وہ ماں بلی ہو، وہ ماں بکری ہو، وہ ماں بھنس ہو، وہ ماں گاؤں ہو، وہ انسان کی ماں ہو، جن کی ماں ہو کسی کی بھی ماں ہو تو ایک نظام ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی پرورش کے لئے اس کیو کیا کہتے ہیں نشوونما کے لئے اللہ تعالیٰ ماں کے دل میں باپ کے دل میں محبت

ڈال دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ماں کے دل میں باپ کے دل میں سے محبت نکال لے تو آج کی ایک اخبار میں خبر چھپی ہے وہ دلدل تھی وہ چھوٹا سا بچہ دومہینہ کا زیادہ رو تا تھا ماں باپ پریشان تھے اس کو بلا لیکر اتنا مارا اتنا مارا وہ مر گیا دو مہینہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ پاگل پن کے علاوہ کچھ نہیں ہے اسکو آپ پاگل پن بھی کہہ سکتے ہیں تو اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ذہن دیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوچ دی پھر یہ بچہ پیدا ہوا تاہم اس سے پہلے کہ یہ بچہ پیدا ہو اللہ تعالیٰ ماں کے سینہ کودودھ سے بھر دیتا ہے اب بھئی ماں کیا کام کرتی ہے کونسا کردار عطا کرتی ہے دودھ بنا نہ کہ لڈو جتنا بھی آپ اس سے جیت جائیں گے جتنا بھی آپ اس میں غورو فکر کریں گے آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی انسان کچھ بھی نہیں کر رہا سب کچھ اللہ کر رہا ہے اب انسان کی نادانی اور کچھ بھی نہیں ہے کہ سب کچھ میں کر رہا ہوں اچھا سب کچھ آپ ہی کر رہے ہیں تو آپ کو کا رو بار میں نقصان کیوں ہوتا ہے حضرت علی سے کسی نے سوال کیا اکہ آپ نے اللہ کو کیسے پہچانا انہوں نے فرمایا ارادوں کی ناکامی سے اللہ کو پہچانا نا جو میں چاہتا ہوں وہ ہوتا نہیں ہے اور جو میں نہیں چاہتا وہ ہرگز نہیں ہوتا تو اردہ تک تو آپ کو اختیار کچھ نہیں ہے اب آپ دیکھئے اپنی زندگی کا تجزیہ کریں اب بھوک ہے روز بھوک لگتی ہے کوئی آدمی بھوک پر کنٹرول حاصل نہیں کر سکتا کہ صاحب میں تو روٹی بھی کھاؤں گا ساری چیزیں کھاؤں گا ممکن ہے نہیں، کھانا پڑے گا کہ میں تو نہیں پا نی پیتا پا نی پینا پڑے گا جو جسم لگے گا پتہ گر گئے ڈی ہا ئدیشن ہو جائے گا مطلب جو بھی کچھ ہے وہ مجبور ہے اگر اسے زندہ رہنے ہے تو اسے پا نی پینا ہی پینا ہے کوئی آدمی ساری زندگی سو نہیں سکتا اٹھنا پڑے گا، کوئی آدمی ساری زندگی سو نہیں سکتا بیداری میں پڑے گا، سونا پڑے گا کوئی آدمی ساری زندگی بیکار بیٹھ نہیں سکتا چلنا پڑے گا اسے تو اب کون سا ایسا معاملہ ہے میری زندگی میں آپ کی زندگی میں زمین کی زندگی میں جس کے بارے میں زمین یہ کہے یا انسان یہ کہے کہ صاحب یہ جو معاملہ ہے نہ یہ ہمارا اپنا ذاتی ہے ایک چیز بھی آپ ایک ترجیح کے ساتھ اور دلیل کے ساتھ ایسی بیان نہیں کر سکتے کہ جس میں آپ اللہ کے محتاج نہ ہو اب سائنسی ایجادات ہیں مسائل بنے اور ایٹم بم بنے اور یہ بنا اور وہ بنا اور جن چیزوں سے یہ چیزیں بنی ہیں وہ پہلے سے وجود ہے تو اگر با روڈ نہ ہو، گندھک نہ ہو، نوشادر نہ ہو، تو با روڈ نہیں بنے گی آپ آگ کیا بم کیا آپ ایک پٹاخہ نہیں بنا سکتے صورت تو یہ ہے آپ زمین بنا کر دیکھا دیں اور زمین کے اندر جتنی معدنیات ہیں وہ بنا کر دیکھا دیں المونیم ہے وہ ایٹم بم میں کام آتی ہے لوہے کا آپ آمیزہ نہ بنا ئیں تو میزائل تو بڑی بات ہے میں اب یہ دیکھئے جتنی بھی چیزیں آپ کی بنی ہوئی ہیں کائنات میں اور جتنی بھی ایجادات اور ترقی ہوئی ہے آدم سے لیکر اب تک اس میں وسائل ضرور آئے ہیں زمینی وسائل کو اگر آپتو کوئی ایجاد مشکل نہیں ہے اگر وہ بتائیں وہ سکتی ہے ایجاد وسائل کے بغیر کوئی چیز ایجاد ہو سکتی ہے اب وسائل اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہوئے

ہیں اب وسائل کا جو استعمال ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ دعوت دے رہا ہے کہ
 بھئی اس کو آپ استعمال کریں اللہ تعالیٰ خود کہہ رہا ہے ... عربی آیت ... کہ ہم
 نہ لو کہ نا زل کر دیا اس لئے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں اب آپ دیکھ لیں
 اب آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں دس جگہ لوہا نظر آجا ہے گا ہر چیز میں کسی نہ
 کسی میں لوہے کا کام ہے لوہے کی پٹری ہوائی جہاز لوہے میں دھات المونیم
 بھی ہو سکتا ہے، تانبہ بھی ہو سکتا ہے، پیتل بھی ہو سکتی ہے، لوہا دھات
 اب اگر ہم اس کا نام لوہا ہی رکھیں آپ یہ دیکھ لیں ہر جگہ لوہے کا وجود آپ
 کوملے گا ریل کی پٹری میں ملے گا جہاز میں ملے گا اب اللہ تعالیٰ نہ خود کہے
 رہے ہیں میں نہ جو وسائل کو استعمال کرو وسائل کس لئے پیدا کئے ہیں کہ تم
 اسے استعمال کرو تو ان کے استعمال سے آپ جو نئی نئی ایجادات بنا لیتے ہیتو
 ظاہر ہے اللہ کے وسائل استعمال کرتے ہیں تو وہ اللہ سے اس وسائل استعمال
 کرتا ہے اب استاد سے جب وہ علم منتقل کرتا ہے رو حانی استاد یہ علم منتقل
 کرتا ہے کہ بندہ کا خالق سے ایسا رابطہ قائم ہو جاوے کہ بندہ بہترین غذا کھا
 ئے، بہترین لباس پہنے، بہترین گھر میں رہے، بہترین خوشبو لگا ئے، لیکن ذہن
 اللہ کی طرف رہے اب اس کی مثال یہ ہے اب ادھر ادھر کے کام کرتے ہیں کھا
 نا بھی کھا تے ہیں چلتے بھی پیگاڑی میں بھی سفر کرتے ہیں اور افس بھی جا
 تے ہیں لیکن دن کی جو روشنی ہے اس سے آپ کا ذہن کبھی نہں روکتا اختیار
 ی ہو تا ہے اگر دن کی روشنیوں سے آپ کا ذہن ہٹ گیا آپ کے سامنے تاریکی
 آجا ئے گا اور آپ چل پھر نہیں سکیں گے اور رات کی بھی ایک تاریکی ہوتی ہے
 اب جتنے رات کے کام ہو سو نا، آرام کرنا، مراقبہ کنسٹریشن اور اللہ تعالیٰ سے
 تعلق اگر آپ کا رات کی روشنی سے آپ کا ذہن کٹ جاوے تو جب ہم ہماری
 زندگی کا یہ تجربہ ہے دن میں رہتے ہوئے اختیاری طور پر غیر اختیاری طور پر
 روشنی الگ نہیں ہوتی تو اسی صورت سے جس اللہ نہں روشنی بنا ئی ہے ہم
 اس اللہ سے کیوں نہیں ہم رشتہ رہتے ہیں ہمیں پریکٹس ہے اس بات کی جب
 ہم دن میں کام کرتے ہیں تو اس کے سامنے یہ الگ بات ہے کہ آپ کے ذہن میں
 یہ آجا ئے کہ میں روشنی میں چل رہا ہوں، روشنی میں کھا رہا ہوں، روشنی
 میں لکھ رہا ہوں، ذہن میں ہی نہیں آتا لیکن روشنی واقعی آپ کے ذہن میں
 آجا ئے تو یہ رو حانی استاد جو ہیں یہ شاگرد کے اندر ایسی روشنی منتقل کر
 دیتے ہیں کہ وہ کچھ بھی کرے شاگرد کرے، کاروبار کرے بچوں کی شاگردی کرے
 جس طرح دن کی روشنیاں اس کے اوپر منتقل ہوتی ہیں اس پر اور قرآب پاک
 کی آیت کی تصدیق ہو جا تی ہے ... عربی ... اللہ ہر چیز دیتا ہے چاہے وہ دنیا
 وی علوم میں چاہے رو حانی علوم میں بنیادی فرق ہے اگر رو حانی استاد اس
 کو واقعتاً رو حانیت آتی ہے اب یہ بھی ہو تا ہے جو بہت سارے ویسے ہوتے
 ہیں جنہیں رو حانیت نہیں آتی وہ رو حانی ہوتے ہیں اگر وہ رو حانی استاد ہو
 تو آپ کو ایسا علم منتقل کر دے گا آپ کو اللہ کا بڑا احسان ہو گا آپ کچھ بھی
 کریں گے اللہ کی طرف سے آپ کا ذہن نہیں ہٹے گا اور جب آپ کے اندر یہ

طرز فکر منتقل ہو جا ئے گی تو ظاہر ہے آپ سے اللہ سے اتنی طرز فکر اتنے ہی اللہ کے قریب ہو جائیں گے اللہ کے دوست ہو جائیں گے دوستی کیسے کہتے ہیں اللہ سے قریب دوستی کا مطلب قربت ہے دشمنی دوری ہے تو جب آپ اللہ سے قریب ہو گئے تو اللہ کے دوست ہو گئے اور جب اللہ سے دوست ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا دیا انا ہو... کہ اللہ کے دوستوں کو غم اور خوف نہیں ہوتا پھر آپ کی زندگی جو دو رخ بنی ہوئی ہے اگر اللہ طرف ہو جائے تو یہ ساری زندگی جنت بن جائے گی جنت میں غم و خوف نہیں ہوتا اگر اللہ سے جنت یہ کیا چیز ہے جنت یہی ہے نہ جنتی لوگوں کو اللہ کی تجلی کا دیدار ہوتا ہے اور جنت کی کیا خصوصیت ہے اگر جنت میں اللہ تعالیٰ کی تجلی کا دیدار نہ ہو وہ آپ کس کام کی جنت ہے تو جب دنیا میں آپ اس اللہ سے قریب ہو گئے اللہ تعالیٰ کا اللہ اب اللہ آپ کے سامنے ہے کا رو بار آپ کر رہے ہیں اللہ پ کے سامنے ہے ظاہر ہے کا میاب یہی ملے گی اب رسول اللہ کا ارشاد ہے ہر آدمی اپنی جنت اپنی دو رخ ساتھ لے پھر تا ہے تو جو آدمی جنت ساتھ لے پھر رہا ہے وہ اللہ کی قربت ہے اللہ کی قربت کیسے ہو گئی بھئی اب اللہ کی قربت ایسے ہو گی کہ آپ کے پیغمبروں کی طرز فکر کے قریب ترین بند اگر کوئی ہو تا ہے اللہ سے تو قریب ترین بند اگر اللہ سے ہے تو پیغمبر ہے اب پیغمبروں کی طرز فکر جب آپ کو منتقل ہو گئی تو آپ بھی اللہ سے قریب ہو گئے تو رو حانی استاد کا بہت بڑا وصف ہے کہ وہ اپنے بند کے اندر اپنے شاگرد کے اندر وہ طرز فکر منتقل کر دیتا ہے جو طرز فکر رسول اللہ کی ہے اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acad vol 74

Track 2

Time 17:12

تقدیر کیا ہے؟ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق میں کیا فرق ہے؟

یہ ساری کائنات یہ ساری کائنات پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ساری کائنات ایک فارمولہ پر بنی ہوئی ہے وہ بات ہے کائنات میں کوئی بھی فرد ہو انسان ہو، جنات ہو، حیوانات ہوں، نباتات ہوں، ہواگر وہ نباتات ہیں تو زندگی کے معاملات کو اور زندگی کو چلانے کے لئے وہ وسائل کا اب مثلاً نباتات نباتات میں سارے پھل آجاتے ہیں پھول آجاتے ہیں اب یہ محتاج ہیں ان کو زمین ملے تاکہ ان کی جڑیں زمین کے اندر مضبوط ہوں پھر نباتات اب اگر آپ اس کی زمین میں ہو دیں تو آپ اس کو پانی نہیں دیں گے تو وہ کھیت نشوونما نہیں آگ سکتا

اور اب حیوانات بھی محتاج ہیں بکری دا نہ کی محتاج ہے پانی کی محتاج ہے
 اسی طرح آپ نہ دیکھا ہے جب شیر کو بھوک لگتی ہے تو وہ گوشت کھا نہ کا
 محتاج ہے تو جتنی بھی یہاں کائنات ہے انسان وہ کسی کا کسی کی محتاج ہے
 بلکہ زندگی کے کسی نہ کسی مرحلہ میں زندگی کے ہر مرحلہ میں وہ محتاج ہے
 اب کوئی آدمی محتاج ہے کہ وہ ماں باپ ہوں تو وہ پیدا ہو پھر وہی بچہ محتاج
 ہے اس بات کا کہ ماں کے دل میں محبت ہو تو ماں اسے دودھ پلائے گا
 محتاج ہے اس بات کا کہ ماں کو دودھ فراہم کرے تو یہ کائنات میں جتنی بھی
 ایشیاء جتنی بھی موجودات ہیں ان میں فرشتے بھی ہیں جنت بھی ہے دوزخ بھی
 ہے سموات بھی ہے سب محتاج ہیں سستی کے اب وہ سستی کون ہے ظاہر ہے
 اللہ کیا اللہ نہ بنا یا اور اللہ کے بنانے کے بعد مخلوق کو ایسی احتیاج کرتی ہے
 مخلوق کبھی انڈینڈید نہیں ہو سکتی وہ اللہ کی ذات سے سب تک اسے اس
 وقت تک مخلوق قائم نہیں رہے سکتی اب ایک تو یہ صورت ہوئی ہے جو میں
 ہے بھی محتاج ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان اور جنات محتاجی کے ساتھ
 ساتھ اختیارات بھی منتقل کئے ہیں یہ کہ وہ چاہیں تو اپنے اختیارات استعمال کر
 سکتے ہیں اب وہ اللہ کا محتاج ہے پروردگار محترم سے محتاج ہے کہ کوئی
 انسان بھوک سے پیاس سے نہ رہے سکتا اس کو بھوک بھی لگے گی وہ روٹی
 بھی کھائے گا اس کو پیاس بھی لگے گی وہ پانی بھی پئے گا تو وہ بھوک لگنا کچھ
 نہ کچھ کھانا یہ تقدیر مبرم ہے کیا کھانا کتنا کھانا یہ تقدیر معلق ہے بات تقدیر
 کے معاملہ میں ہزاروں بات سے بحث چلی آ رہی ہے تو آپ لوگوں نہ یہ سوال
 کیا ہے سوال بہت بڑا ہے اس کے پر بہت غور سے سمجھیں اور کہی جتنے
 صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں سمجھ میں بات نہ آئے تو مجھ سے سوال کریں بار
 بار کریں بار بار کریں یہاں تک کہ آپ کی بات سمجھ میں آجائے دو تقدیر
 میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ایک تقریر ہے کہ جو انسان محتاج ہے اس
 میں کوئی ردوبدل کر ہی نہیں سکتا دو سری منزل ہے کہ انسان اس میں
 اپنی مرضی سے اپنی انشاء سے ردوبدل کرے وہ سکتا اس میں انسان کسی بھی
 طرح ردوبدل نہیں کر سکتا اس کو کہتے ہیں مذہب کی زبان میں اسلام کی
 زبان میں یعنی ایسی تقدیر جس میں انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا دو سری
 تقدیر جس میں انسان اپنا ارادہ اور اختیار استعمال کر کے ردوبدل کر سکتا ہے
 اس تقدیر کو مذہب کی زبان میں یا اسلام کی زبان میں تقدیر معلق کہتے ہیں
 اوار ایسی تقدیر جو معلق ہے اور جس کو آپ چاہیں استعمال کر سکتے ہیں
 ابھی میں نے تقریر بیان کی بھوک کا تقاضا یہ تقدیر معلق ہے انسان ہی نہیں کو
 ئی سی بھی روح بھوک پیاس کے تقاضا پر کنٹرول حاصل نہیں کر سکتی لیکن
 بھوک پیاس کا تقاضا کس طرح پورا کیا جائے اس میں ردوبدل کر سکتا ہے اب
 مثلاً کوئی آدمی چاہے کہ میں اناج نہ کھاؤں تو پھل کھا کر گزارا کروں
 تو وہ پھل کھا کر زندہ رہے سکتا ہے کوئی آدمی یہ چاہے کہ میں تو پھل بھی نہیں
 کھاؤں گا سبزیاں کھاؤں تو وہ سبزیاں کھا کر گزارا کر لے گا ایک آدمی آٹھ رو

ٹیاں کھا تا ہے اور کبھی وہ کھا کر رحیم شحیم مو تا تازہ ہو جا تا ہے تو انہوں نے کہا بھئی جب آدمی اپنے بدن کو صحیح اس میں نشوونما میں لانا چاہتا ہے فلم جو آپ کہتے ہیں وہ ہونا چاہتا ہے تو وہ اٹھ روٹی چھوڑ کر دو روٹی پر گزار کر سکتا ہے اور وہ زندہ رہتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے اٹھ روٹی کھا نہ والا بالکل روٹی کھا نہ ہی چھوڑ دے اب دیکھئے دو سری زندگی کیا ہے کوئی آدمی سو نہ پر مجبور ہے کہ آدمی سوئے گا ضرور کتنا سوئے گا کوئی اٹھ گھنٹہ سو سکتا ہے کوئی چار گھنٹہ سو سکتا ہے کوئی دس گھنٹہ سو سکتا ہے نیند کو آپ کم زیادہ تو کر سکتے ہیں لیکن نیند سے بالکل چھٹکا را حاصل نہیں کر سکتے تو سونا کیوں کہ مجبوری ہے سونے کی جو کیفیت ہے وہ تقدیر معلق ہے کتنا سو نہ یا تقدیر ہے پھر سو نہ کہ بعد جاگنا یعنی یہ ہو سکتا ہے بیماری تو الگ چیز ہے اب دیکھئے کوئی آدمی قوم میں چلا جا تا ہے اس کو آپ کہہ گئے جی قوم والا تو چھ مہینے تک سوتا رہا ہے اس کا الگ قانون ہے تو یہ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق کا اصول ہے یہ بنا کہ جہاں آپ مجبور محض ہیں جس جگہ آپ اپنا کوئی اختیار استعمال نہیں کرتے وہ تقدیر مبرم ہے اور جہاں آپ اپنا اختیار استعمال کر سکتے وہ تقدیر معلق ہے مثلاً اسلام قبول کرنا تقدیر معلق ہے حقوق پورے کرنا تقدیر معلق ہے خدا کو ماننا خدا کو ماننا یہ تقدیر مبرم ہے حالانکہ دیکھئے یہ کنجوس لوگ اپنے ارادے و اختیار سے وہ کہتے ہیں خدا کا کوئی وجود ہے نہیں ہوتا اب آپ نہ سنا ہو گا خدا کا وجود نہیں ہے ایک دھماکہ ہوا ایک حادثہ ہوا اس حادثہ کے نتیجے میں یہ کائنات بن گئی جب کہ قرآن کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس نہ کہ کسی وسیلے سے بندہ کو پیدا کیا اور بندہ کوئی ...عربی آیت ...اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تخلیق میں کوئی نہ کہ کوئی شے کوئی نہ کہ کوئی وسیلہ موجود ہے اور ایک دفعہ کسی تخلیق میں اس وسیلے کو قبول کر دیں گے تو وسیلہ در وسیلہ بالآخر آپ اس عرصہ تک پہنچ جائیں گے جہاں اس کو پیدا کرنے والا ہے وہ خالق بھی اللہ ہے تو تقدیر یہ ہے کہتا ہے میں خدا کو نہیں مانتا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے خدا نہیں ہے تو انکار کس چیز کا ہو رہا ہے کوئی چیز ہے تو انکار ہو رہا ہے نہ بھئی جب کوئی چیز ہے نہیں اس کا وجود ہے نہیں اس کا تو انکار اور اقرا ر دونوں زیر بحث آتا ہے اب وہ خدا کو سمجھنا چاہتا ہے عقل اس کی اتنی محدود ہے کہ خدا اس کو سمجھ میں نہیں آتی وہ کہتا ہے خدا نہیں ہے سوال یہ کہ خدا نہیں ہے یہ لفظ کہاں سے آیا خدا نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے مجبوری ہے خدا کو ماننا انسان کے لئے اور جنات کے لئے مجبوری ہے اب یہ اب یہ الگ بات ہے اس مجبوری کو آپ توڑ موڑ کر تقدیر مبرم خدا کو ماننا اس کا ماننے میں آپ اپنا اختیار استعمال کریں اور اختیار استعمال کریں اور اسے آپ کہتے تقدیر معلق ہے کیا کوئی وجود میں کوئی شے کسی بھی حالت میں انکار نہیں کرتی یہ الگ بات ہے آپ کوئی نام رکھ لیں فارسی کالفظ ہے خدا، عربی کا لفظ ہے اللہ، صاحبِ مہم تو اللہ کو مانندے گئے خدا کو نہیں مانتے اب ہندو کہتے ہیں ہم تو بھگوان کو مانندے گئے

رحمان کو نہیں مانے گا۔ فہ رسی کہتے ہیں نہ بھگوان نہ رحمان۔ م تو یسجان کہے گا اور یہ پوری کہے گا۔ م تو نہ یسجان نہ رحمان الیاء کہے گا اب یہ لڑیاء کہتا ہے نہ بھگوان نہ رحمان نہ خدا نہ یسجدان بات وہی ہے نام رکھا آپ نہ مجبوری ہے جو خدا کو ماننا تقدیر مبرم ہے اور خدا کہ نافذ کر دے اختیارات کو آپ استعمال کریں یا نہ کریں یہ تقدیر معلق ہے جتنے بھی پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے انہوں نے ایک ہی پیغام دیا کسی نہ نئی بات نہیں کہی مثلاً آدم سے لیکر رسول اللہ سب نے ایک ہی بات بتائی وہ بات یہ بتائی تم مخلوق ہو تمہارا پیدا کرنا والا کوئی ہے اور اس پیدا کرنا والا نے تمہارا لئے ایک ضابطہ حیات بنا دیا ہے اگر تم اس کے بتائے ہوئے معین کئے ہوئے رہو گے اور اس سے پر چلو گے تو وہ را ضی ہو گا اگر تم اس کے بتائے ہوئے را ستے اور تم اس کے بتائے ہوئے را ستے پر نہیں چلو گے تو وہ تم سے نا خوش ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ انبیاء کی تعلیمات نہ میں کیا کچھ دیتا ہوں میں نبیاء کی تعلیمات نہ یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نہ یہ جو نظام بنایا ہے جمہوریت کا اس میں زندگی کے دو واقف ہیں ایک رخ وہ ہے جس کو اللہ پسند کرتا ہے اور ایک رخ وہ ہے جس کو خدا پسند نہیں کرتا جس کو اللہ پسند کرتا ہے وہ انبیاء کا را ستہ ہے اور جس کو رب نہیں پسند کرتا وہ شیطان کا را ستہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انبیاء کے ذریعے اللہ تعالیٰ نہ اچھا ئی اور برا ئی کا تصور دیا اور اب خدا کو ما تقدیر مبرم ہے اور اچھا ئی اور برا ئی کے تصور کو قبول کرنا یہ اچھا تصور قبول کریں گے یا برا تصور قبول کریں گے یہ تقدیر معلق ہے اللہ تعالیٰ نہ فرمایا... عربی... کہ دین کے معاملے میں جبر نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ چاہے کہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کو ماننے تو کسی انسان کی یہ مجال نہیں تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے انکار کر سکتا اللہ تعالیٰ نہ لا اقرأ فی دین کہ کر دین کے معاملے میں پوری نوع انسانی کو آگاہ کر دیا اور یہ بتا دیا انبیاء کے ذریعے اور انبیاء کے ورثے اولیاء اللہ کے ذریعے یہ بتا دیا کہ یہ منزلی ہے تم لوگ ایک نقطہ پر کھڑے ہو اس طرف جاؤ گے تو را ستے بہت اچھا ہے اور جہنم تم وہاں پہنچ جاؤ گے جو نا پسندیدہ ہے تمہارا رہ لئے اور بائیں ہاتھ کو تم چلو گے تو وہاں پہنچ جاؤ گے جہاں تمہارا لئے نہ پسندیدہ مقام ہے اگر اللہ تعالیٰ انسان کو اختیار نہ دیتے یا تقدیر معلق نہ بناتے تو انسان کا اختیار ختم ہو جاتا ہے نہ جنت رہتی ہے نہ دوزخ رہتی ہے جنت دوزخ کا مطلب یہی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نہ اختیار دیا ہے چاہے وہ جنت کے را ستے پر کھڑا ہو چاہے وہ دوزخ کے را ستے پر رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ ہر آدمی کی جنت دوزخ اپنے ہاتھ میں لیکر گھومتا ہے وہ چاہے وہ اپنے اندر سے جنت کو نکال لے اور چاہے وہ اپنے اندر سے دوزخ کو نکال لے اب آپ دیکھئے اللہ تعالیٰ اچھا کھا نہ کو دیتا ہے اولاد بھی اللہ نہ والدین بھی حیات ہے بچے بھی ہیں کا رو بار بھی ہے اب یہ کھا نا پینا رہن سہن جو ضرورت زندگی ہے وہ حاصل ہے اگر اس کے باوجود آدمی نہ خوش رہے پائے تو یہ سب کیا ہے ضرورت زندگی پوری ہو رہی

پھر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آدمی کی جنت دو زخ اس کے ساتھ ہے تو جنت اور دو زخ کا راستہ انتخاب کرنا ہے۔ تقدیر معلق ہے اور کسی نے کسی راستے پر چلنا ہے۔ تقدیر مبرم ہے یعنی آدمی چلا گا کھڑا تو نہ ہو۔ ساری کائنات چل رہی ہے انسان بھی چلا گا تو یہ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق ہے کہ جہاں انسان اور ارادہ اختیار استعمال ہو ئے ہیں میں تو خود ایک مجبور بحث ہوں اس کو عربی زبان میں تقدیر مبرم کہاجاتا ہے، اور جہاں انسان اپنا ارادہ اور اختیار استعمال نہ کر سکے

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acid vol 74

Track 3

Time

سمجھ نہیں آ رہا ہے کیا ہے برائی ہو یا اچھائی ہو اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acid vol 74

Track 4

Time 09:03

۳ آدمی مراقبہ کے ذریعہ زمین اور آسمان سے آزاد ہو جاتا ہے اس تشریح کریں؟

ایک صاحب نے سوال کیا کہ آدمی مراقبہ کے ذریعہ سے زمان و مکان کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے ان کا کیا ہے کہ زمان و مکان نہیں رہے گا تو محسوسات کی دنیا بھی نہیں رہے گی زمان و مکان کی پابندی سے مراد یہ نہیں ہے کہ انسان کے ایک حواس جو ہیں ختم ہو جائیں زمان و مکان کی پابندی سے مراد یہ ہے کہ انسان کے اوپر جو مادی کی میٹر کی جو گرفت ہے مثلاً

اب اگر زمانیت اور اس سے تو آزاد نہیں ہوں گے یہ الگ بات کہ ہم اس کو آزاد نہ کرنا سکتے ہیں لیکن کافی حد تک ایک آدمی ایسا ہو ائی جہاں زمین میں اڑ جاتا ہے اس طرح جس طرح وہ جسمانی طور پر ہو تو زمانیت کی کسی حد تک اس کو اس کی ضرورت ہوتی ہے زمانیت اور مکانات جو ہیں وہ کسی حد تک خلل با تہیں ہیں یا عام حالت ہے اب جیسے ہم خلاء میں جاتے ہیں آپ نہ سنا ہو گا اب جب وہ خلاء میں گئے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے زمانیت اور مکانات ان کا وجود ختم ہو گئی زمانیت میں اس سے آدمی آزاد نہیں ہو سکتا اور نہ اسپیس سے کوئی آدمی آزاد ہو سکتا ہے اس لئے آپ کسی بھی عالم میں چلیں جائیں وہاں اسپیس بھی ہے اور کسی بھی عالم میں چلے جائیں وہاں زمانیت بھی ہے ، اب ہم جنت کا تذکرہ کرتے ہیں جب ہم جنت کا تذکرہ کرتے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں وہاں درخت ہیں، وہاں میٹھے پانی کی نہریں ہیں، شہد کی نہریں ہیں، دودھ کی نہریں ہیں تو اگر ادھر اسپیس نہیں ہے تو چیزیں کس طرح وجود میں آتی باغ کا پھول، نہر کا پھول، نہروں کا پھول نا تابع ہے اس بات کا کہ وہاں اسپیس ہے اس کا صاف مطلب ہے جنت میں اسپیس نہیں ہے اگر اسپیس نہیں ہے تو نہریں ہوسکتی کسی زمین کے بغیر نہریں ہو سکتی کسی زمین کے بغیر درخت ہو سکتے ہیں اب مطلب یہ ہوا جنت جو ہے اس میں بھی اسپیس ہے اب دوزخ، دوزخ کے بارے میں بھی بتایا جاتا ہے وہاں گرم پانی ہوتا ہے آگ بھڑک رہی ہوتی ہے تو اگر اسپیس نہیں ہے تو یہ سب کہاں ہو گا؟ تو جہاں اسپیس ہو گی وہاں ٹائم اسپیس ہو گا مطلب جہاں مکانیت ہو گی وہاں زمانیت ضرور ہو گی بات صرف اتنی سی ہے کہ اسپیس کے اوپر مکانیت کے اوپر جو چیز ہیں چلا رہی ہے وہ زمانیت ہے مثلاً ایک آدمی زمین پر پیدل چل رہا ہے ایک آدمی زمین پر پیدل چل رہا ہے اور زمین پر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ایک قدم اٹھا کر دو سرا قدم رکھا، دو سرا اٹھا کر تیسرا رکھا اور یہاں سے مرا قبہ ہال سے مسجد تک چلا گیا تو مرا قبہ ہال سے مسجد تک جانا میں ہی جہاں یہ قدم رکھو وہ سب اسپیس ہے اور سے مرا قبہ ہال سے مسجد تک جانا میں ہوا میں کتنا قدم اٹھا یا جتنا وقت لگا وہ مکانیت ہے تو مکانیت میں یا مرا قبہ زمانیت اور میمکانیت سے آزادی کا مطلب یہ ہے اس زمین پر مادی اعتبار سے جس طرح کہ ہم زندگی گزار رہے ہیں اس زندگی سے آزاد ہو کر سفر کرنا جو ہے وہ مکانیت اور زمانیت سے آزاد ہو نا ہے مقصد یہ نہیں ہے زمین بھی ختم ہو گئی اور ٹائم بھی ختم ہو گا اور اس کی مثال یوں ہے ہم سو تے ہیں اور سونے کی حالت میں ہر انسان خواب دیکھتا ہے کوئی آدمی ایسا ہو گا جو خواب نہیں دیکھتا ہو اور جو خواب نہیں دیکھتا وہ بیماری ہے ہر دن بخار ضرور رہتا ہے تو یاد رہے کہ لیکن خواب ضرور دیکھتا ہے چاہئے تو ابھی ہم یہاں سو رہے ہیں اور یہ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے دربار میں حاضر اور سلام پڑھ رہے ہیں کتنا سفر ہے اگر آپ پیدل چلیں تو چھ مہینے میں پونچھیں گے لیکن سو نہ کی حالت میں آپ رسول اللہ

کہ دربار میں حاضر ہیں الصلوٰۃ والسلام پڑھ رہے ہیں اور ابھی آپ کو بلا یا تو آپ یہاں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکستان بھی پاکستان سے مدینہ منورہ کا راستہ بھی مدینہ منورہ میں مسجد نبوی بھی اور مسجد نبوی میں دربار میں کھڑے سلام بھی پڑھ رہے ہیں لیکن یہ فاضلہ اتنی تیزی سے طے ہو گیا کہ اس کو ہم وقت کی پیمائش میں نہیں لا سکتے تو وقت کی پیمائش میں نہ لانا جو یہ مکہ نیت اور زمانیت میں مراقبہ میں مکہ نیت اور زمانیت سے آزاد ہو نہ کا مطلب یہ انسان کی جو مادی زندگی اس مادی زندگی سے نکل کر وہ روحانی زندگی میں سفر کرے اب مقصد یہ نہیں کہ مکہ نیت زمانیت ختم ہو جائے کہ مکہ نیت زمانیت ہر جگہ اب دیکھئے اللہ تعالیٰ نہ فرمایا کہ مر نہ کہ بعد عالم اعراف ہو گا وہاں لوگ رہے گے تو رہے گے کہ زمین پر رہے گے اس کے بعد حشر و نشر ہو گا سارے لوگ جمع ہوں گے اللہ تعالیٰ بحیثیت اسپیس کے عدالت قائم کریں گے اگر اسپیس نہیں ہو گی تو لوگ کہیں کھڑے ہوں گے کہیں لگی گی اللہ تعالیٰ تو زمانیت مکہ نیت ہر جگہ موجود ہے جو عالمین میں موجود ہے الحمد للہ رب العالمین... سب تعریف اس رب کے لئے ہے جو تمام عالمین کا رب ہے عالمین سے مراد ظاہر ہے اسپیس ہی ہو سکتی ہے زمین بھی ایک عالم ہے تو عالمین سے مراد دیکھو اربوں کھربوں دنیا میں موجود ہیں جس طرح یہ ہماری دنیا ہے جس میں ہم رہے ہیں وہیں تو روحانیت کا منشا آدمی زمانیت اور مکہ نیت سے آزاد ہو تا ہے یہ نہیں کہ زمانیت ختم ہو جائے بلکہ یہ اس کے اندر ایسی رفتار پر واز پیدا ہو جائے کہ اس کے اندر سفر کر نہ کی ایسی صلاحیت منتقل ہو جائے کہ مادی سفر سے اس کی آنکھ سفر نہیں کرتی اور اقرآن میں اس کا یہ بھی تذکرہ ہے قرآن پاک میں فرماتا ہے... عربی آیت... کہ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بند کو راتوں رات یعنی بنی رات کی محفل میں مدینہ منورہ سے مسجد نبوی میں اور پھر اس کے بعد آسمانوں کی سیر ہوئی اور جناب نتیجہ میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے انعامت فرمائی ایک آسمان دو سرا آسمان تیسرا آسمان چھٹا آسمان عرش پھر اوپر کے مکامات سارے طے کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا... عربی آیت... کہ اتنا فاضلہ رہے گا جیسے دو کمان بلکہ اس سے قریب... عربی آیت... بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ بھی کی اللہ تعالیٰ کورسول اللہ کو دیکھا بھی اللہ تعالیٰ کی آواز بھی سنی اور اللہ تعالیٰ نے تو اگر یہ ٹائم اسپیس کا مطلب یہ ہے کہ صاحب روحانیت کا مطلب یہ ہے کہ مکہ نیت ختم ہو گئی... عربی آیت... تو یہ کائنات بنی ہے زمانیت اور مکہ نیت کے لئے ہے تمام عالمین میں مکانیت اور زمانیت ہے اور مکہ نیت اور زمانیت کی موجودگی کی وجہ سے ہی آج آپ عالمین میں داخل ہو سکتے ہیں اگر عالمین میں زمانیت اور مکہ نیت نہ ہو تو عالمین میں داخل ہونا عالمین کو دیکھنا عالمین سے متعارف ہونا نامکانیت اور زمانیت کا اختتام

خطبات

روحانی علوم کے بارے میں وضاحت فرمائیں

ایک صاحب نے سوال کیا کہ ہم لوگ تو جانتے بھی نہیں ہوں گے جس طرح علوم سیکھے ہیں کمپسٹری، فزکس، فلسفہ، علوم کی بے شمار قسمیں ہیں موجود دور میں سائنس کی سائنسی علوم کی بے شمار شاخیں ہیں اسی طرح ایک علوم جو ہیں وہ روح کا بھی ہے اب کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ صاحب روح کا علم تو اللہ نے کسی کو نہیں پتا یا روح کا علم اللہ نے بتایا ہے اور اس کی شہادت قرآن پاک میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یسئلونا... آپ فرمادیجئے جو آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ فرمادیجئے روح میرے عرب کے امر سے ہے وماوتیتم... جو کچھ علم دیا گیا وہ قلیل ہے کہ روح کا علم تو دیا گیا لیکن وہ قلیل ہے اب سوال یہ کہ قلیل کس کا قلیل اللہ تعالیٰ نے روح کا جو علم دیا یعنی اللہ تعالیٰ کی لامتناہی علوم ہیں کون سے لامتناہی علوم اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے میں اگر تمہارے سارے سمندر روشنائی بن جاؤں سارے درخت قلم بن جائیں رو شنائی بھی ختم ہو جائے گی اور قلم بھی ختم ہو جائے گا اللہ کی باتیں باقی رہیں جائیں گی وہ لامتناہی ہے اس لامتناہی کا علم کا قلیل اللہ نے دیا تو آپ غور فرمائیں جس علم کو سمندر کور نہیں کر سکتا جس علم کو ساری دنیا کے درخت ان کی شاخیں ان کی جڑیں قلم بن کر ختم نہیں کر سکتے اس علم کا قلیل کتنا ہو گا... عربی آیت... ہم نے تمہیں جو روح کا علم دیا ہے وہ قلیل ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ کم کس طرح اللہ کے علم کا قلیل ہے اللہ کے علم کا قلیل وہ اتنا ہے کہ آپ کے پاس درخت ختم ہو جائے گا سمندر ختم ہو جائے گا وہ باقی رہے گا تو روح کا جو علم ہے وہ بھی ایک علم ہے جس طرح دوسرے علم لیکن یہ علم جو اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے تو اس علم کو سمجھا نہ کہ لے اس علم کو پھیلا نہ کہ لے اپنے شاگردوں کے ذہن نشین کرانے کے لے اس کے کچھ قاعدے اور ضابطے بنا لے ہیں جیسے آپ دیکھیں کوئی علم آپ نہیں پڑھ سکتے جب تک کہ اب کا خیال نہ رکھیں یا

a b c d

نہ پڑھیں اس کا نام کچھ بھی رکھ لیں جب تک آپ کسی علم میں ماسٹر نہیں بن گئے ہیں آپ پر لا قاعدہ پڑھیں پھر پالی کتاب پڑھیں پھر دو سری پھر میٹرک کریں پھر بی اے کریں پھر گریجویشن کریں پھر بی اس سی ہو گئی میں یہ نہیں

بول سکتا کہ آپ نہ قاعدہ الف ب پڑھا ہی نہ ہو اور آپ کی بی ایس سی ہو
 جائے کیا ایسا ہو سکتا ہے بھائی بغیر قاعدہ پڑھے تو کوئی آدمی ہے ایس سی
 کیا میٹرک بھی نہیں کر سکتا میں مان ہی نہیں سکتا کوئی بغیر قاعدہ پڑھے ہو
 ئے کوئی علم کا درجہ حاصل ہے ایک نظر روحانی علوم میں بھی وہی درجہ ہے
 اولیاء اللہ اور یہ کام شروع ہوا غوث العظم بڑے پیر صاحب سے ہوا اور
 شروعات وہی روحانی علوم کی درجہ بندی ہے بڑے پیر صاحب سے ہوئی اور
 ویسے روحانیت بڑے پیر صاحب کے زمانہ سے شروع ہو گئی تو اس کا جو قاعدہ
 ہے علوم میں ان میں انہوں نے موٹی موٹی باتیں یہ بتائی کہ ہر انسان کے
 اندر چھ روشن نقطے ہیں ہر انسان کے اندر چھ روشن ہیں تو تو چھ روشن پر
 انسان کی زندگی کا درومدار ہے انسان کی عقل و شعور کا درومدار ہے انسان
 کی ریاست کا درومدار ہے ان چھ روشن نقطے ہیں ان کو روحانی لوگ لطائف
 کہتے ہیں یعنی چھ لطائف، چھ تقدیریں، چھ مشن، چھ کتاب کچھ بھی کہے لوتو
 اس چھ دائروں کو لطائف کہتے ہیں یعنی چھ لطائف تو وہ لطیف کس
 طرح کام کرتے ہیں ذہن کیسے بنتا ہے تصوف کیسے بنتا ہے خیال کیسے بنتا ہے
 خیال کے بعد ہم کسی کو کسی چیز کو کس طرح دیکھتے ہیں وہ چیز ہمیں کس
 طرح دیکھتی ہے یہ تعلیم کی تفصیلات یہ سوال جب صاحب نے کیا ہے میرا
 خیال ہے یہاں کی مجلس کی مناسبت سے نہیں ہے سوال ایسا کرنا چاہئے
 ہم نے پہلے بھی بتایا اب دیکھئے اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کسی کے لطائف
 سمجھ میں نہیں آ رہے تو یہ ہوا دوسرا سوال ہر حال اتنا آپ سمجھ لیں کہ
 روحانی قاعدہ جو ہے اس میں چھ روشن نقطے ہوئے ہیں اور ان چھ نقطوں
 سے ہی ابتداء ہوتی ہے اور ان ہی چھ نقطوں سے تمام علوم پڑھائے اور سیکھے
 گئے جاتے ہیں اختتام